*"Knowledge Scholar"*
*An International Peer Reviewed Journal Of Multidisciplinary Research*
*Volume: 02, Issue: 01, Jan. – Feb. 2015* **eISSN NO. 2394-5362**

# فیض کی نظم گوئی

# FAIZ KI NAZM GOI

**Dr. Farhat Nasreen**
**Lecturer**
**Dept. of Urdu**
**Dr. Rafiq Zakaria College for Women**
**Aurangabad, Maharashtra, India.**

**ڈاکٹر سّیدہ فرحت نسرین**
**لیکچرار :شعبۂ اُردو**
**ڈ اکٹر رفیق زکریا کالج فار ویمن**
**اورنگ آباد, مہاراشٹر**

فیض احمد فیضؔ کو دورِ جدید کے نظم گو شعراء میں بڑی اہمیت حاصل ہےفیض احمد نام , فیضؔ تخلّص کیا کرتے تھے۔لاہور میں پیدا ہوئے۔ در اصل ان کی شاعری قدیم و جدید شاعری کا سنگم اور واردات زندگی کا آئینہ ہے۔ ان کی زندگی کے حالات ان کی شاعری کا بنیادی محرک بنی۔یو ں تو فیضؔ نے شاعری کی ابتداء غزل گوئی سے کی تھی لیکن انہیں شہرت و مقبولیت ان کی نظم گوئی سے حاصل ہوئی۔

فیض احمد فیضؔ ایک ایسے شاعر کا نام ہے کہ جس نے اُردو شاعری کو ایک نیا لب و لہجہ او ر ایک دلکش آہنگ عطا کیا ہے۔فیضؔکی شاعری کی ابتداء بھی روایتی انداز میں ہوئی۔ ان کی اوّلین تخلیقات میں حسن و عشق کے موضوعات اور اپنے وارداتِ قلبی روایتی انداز میں ہی پیش کیئے گئے ہیں۔

فیضؔ نے 1928؁ء سے شعر کہنا شروع کیا۔ محمد سلیم چشتی جو اقبالؔ کے ہم عصر تھے,فیض ؒ کے کالج میں لکچرار تھے او رانہوں نے ایک گروپ "اخوان الصفا" کے نام سے بنایا تھا۔ جس کے زیر اہتمام ہر ماہ کالج میں محفل ِشعر منعقد کی جاتی تھی۔نومبر 1928؁ء کے پہلے ہفتے میں منعقد ہونے والی اس محفل میں فیض ؒ نے اپنی پہلی غزل پڑھی تھی۔

فیضؔ کی شاعری میں رومان وحقیقت کی دھوپ چھاؤں ابتداء سے ا نتہا تک موجود نظر آتی ہے۔ان کی شاعری میں دل گداز داستانیں بھی موجود ہیں اور بیزار نگاہوں کی تلخی بھی۔ فیض احمد فیضؔ کی پہلی نظم "میرے معصوم قاتل" گورنمنٹ کالج لاہور کے میگزین میں ڈسمبر ۹۲۹۱؁ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد ان کا کلام مختلف رسائل کی زینت بنتا رہا۔فیضؔ کی شاعری کامجموعہ "نقش ِ فریادی "

۱۴۹۱؁ء میں شائع ہوا۔فیض کا پہلا مجموعہئ کلام کافی مقبول ہوا۔

فیضؔ کے کلام میں حسن کی رنگینی موجود ہے او راس رنگینی میں کھوجانے کی جرأت بھی ہے۔فیضؔ اپنے عہد سے مایوس

ہیں لیکن کبھی بھی شکست خوردہ نظر نہیں آتے۔ان کی شاعری میں تجسّس آمیز تفکر پایا جاتا ہے۔ وہ اس بات کا خوب احساس دلاتے ہیں کہ

یہ غلامی کا ا ندھیرا چند روزہ ہے وہ زمانے کے ہر ستم سہنے کے لیے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھتے ہیں۔فیض ؒ کے مزاج میں رومانیت ہے لیکن یہ رومانیت انہیں خالص انقلابی بننے سے ہمیشہ روکتی ہے۔ان کے یہاں انقلاب میں بھی رومانی عنصر نظر آتا ہے۔وہ محبت میں ناکام بھی ہوئے اور انہوں نے اپنے محبوب کی جھلک اپنی مختلف نظموں میں پیش کی ہے۔فیضؔ کے سماجی شعور نے غمِ محبوب کے ساتھ غمِ روزگار سے بھی ان کو غافل نہ ہونے دیا۔ترقی پسند تحریک سے وابستگی نے فیضؔکے اس سماجی شعور کو مزید پختگی



http://www.ksijmr.com

بخشی۔سماج میں پائے جانے والی نا آسودگی,مایوسی نے فیضؔ کے ذہن کو متاثر کیا اور یہ مایوس اثرات ان کی چند نظموں میں نمایاں نظر آتے ہیں۔سماجی حالات نے فیض ؔ کو ایک نیا رنگ و آہنگ عطا کیا۔ فیضؔ کو آخر کار اپنے محبوب سے کہنا پڑا

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا

راحتیں او ربھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

ان کی نظموں کی خاص بات یہ ہے کہ غمِ روزگار او رغمِ عشق دونوں پہلو بہ پہلو ساتھ چلتے ہیں۔ فیضؔ ایک انقلابی ذہن رکھنے کے با وجود انقلابی شاعری نہیں کرتے۔ان کے یہاں نعرہ بازی یا پھر خطیبانہ اندازنظر نہیں آتا۔ ہاں طنز کے نشتر فیض ؔ بخوبی چلاتے ہیں۔فیضؔ کی نظموں میں خلوص و عمل کی خواہش اور زندگی سے بھرپور لہجہ بڑی توانائی اور تاب پیدا کر دیتا ہے۔بگڑے ہوئے حالات فیضؔ کو بڑی جلد اداس کر دیتے ہیں لیکن مایوس نہیں کر پاتے۔فیضؔ کی نظموں میں ان کا محبوب خیالی یاتصوراتی نہیں بلکہ جیتا جاگتا محبوب ہے۔انتظار کی لذّت سے بخوبی واقف ہیں۔وہ انتظار کرواتے نہیں بلکہ خود انتظار کرتے ہیں۔ ان کی ابتدائی شاعری میں تنہائی او رانتظار مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔وہ اپنے ارد گرد کے ماحول کو اکتائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔پرانی قدریں جو زوال پذیر ہیں اس سے فیض ؔ اداس ہیں۔ انہیں انتظار ہے چند گھنے درختوں پر سوئی ہوئی چاندنی کسی رنگین آنچل کا ایک عہد ِ نو کا۔فیض ؔ کی تمام نظمیں اپنا ایک انفرادی وجود رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی کڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔نقشِ فریادی کی پہلی نظم "خداوہ وقت نہ لائے" میں یو ں مخاطب ہوتے ہیں۔

خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تو

طویل راتوں میں تو بھی قرار کو ترسے

تیری نگاہ کسی غمگسار کو ترسے

خزاں رسیدہ تمنا بہار کو ترسے

فیضؔکی نظموں کی ایک خاص فضا ہے۔ وہ اپنی نظموں میں ایسا ماحول اور ایسی فضا تعمیر

کرتے ہیں کہ الفاظ اس فضا میں

موم کی طرح پگھل کر بہنے لگتے ہیں۔تنہائی رو ح کی گہرائیوں میں اترتی جاتی ہے۔فیض ؔ کی نظم "انتظار"

میں وہی اشتیاق ملتاہے۔فیضؔ صرف اپنے عام احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔

جو حسرتیں تیری غم کی ہیں پیاری　　ابھی تلک میری تنہائیوں میں تپتی ہیں

طویل راتیں ابھی تک طویل ہیں　　پیاری اداس آنکھیں ابھی انتظار کرتی ہیں

فیضؔ کی نظم "تنہائی" ایک اہم نظم ہے۔یہ نظم داخلیت کا اظہار کرتی ہے۔اس نظم میں شاعر کا سارا وجود ایک مرکز یا نقطے پر مرکوز نظر آتاہے۔ خفیف سی مسکراہٹ پر وہ چونک اٹھتا ہے۔امید کی لَو ٹمٹمارہی ہے۔ وہ کبھی بجھتی ہے تو کبھی بھڑک اٹھتی ہے۔فیضؔ اپنے عہد کی حقیقت کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ہلکی سی کسک , میٹھا سا درد, پر لطف تڑپ کا حسین امتزاج ملتا ہے۔

فیضؔ کی نظم نگاری ایک ایسی فضا قائم کرتی ہے جس میں ہندوستان کے نوجوانوں کی تنہائی ,

بے یقینی , جانبازی,　بے جہتی سبھی کچھ موجود ہے۔فیضؔ کے نئے دور کی پہلی نظم "مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ" اس نظم میں شاعرزندگی کی حقیقتوں سے آنکھیں نہیں چراتا۔ فیضؔکی پہلی سیاسی

نظم ”چند روز میری جان فقط چند روز“ ہے اس نظم میں فیضؔ کو ظلم وستم کا شعور ہے جو ہندوستان کی سیاسی تحریکوں پر ڈھا دیا گیا۔انہیں یقین ہے کہ یہ ظلم کی زنجیر ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔

لیکن اب ظلم کی معیاد کے دن تھوڑے ہیں

اک ذرا صبر کہ فریاد کے دن تھوڑے ہیں

اجنبی ہاتھوں کابے نام گراں بار ستم

آج سہنا ہے ہمیشہ تو نہیں سہناہے

فیضؔ کی شاعری ایک نئی آواز ہے جو نئی سمت کا پتہ دیتی ہے۔ یہ آواز نہ تو کر خت ہے او رنہ اس میں کوئی گھن گرج ہے۔ فیضؔ نے اپنے دل میں مچلتے انقلابی نعروں کو ملائم بناکر نرمی کے ساتھ پیش کیا ہے۔او ان کی یہ نرمی ان کی فکر کو غمِ حیات سے متعارف کرواتی ہے۔انفرادی محبت کی حدیں اجتماعی درد سے آشنا ہوتی ہے۔